ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ

ہشت گلزار مع تصویرات

حسب الارشاد جناب مرزا محمد رضا صاحب بعجلت جلیل اللہ دہلوی

تب حسن نی کہا کہ کر تک غور
ڈرین بر سطح آب جلوہ منا
ہاتہی کو پہر چڑہاین کشتی مین
کر رکہین کچہہ نشان اوس جاکو
دو بی جسدم نشان تلک کشتی
اور لین تول اوسکو بس فی الحال
جب کیا اسطرح سی ہاتہی تُل
ہو گئی غرق لجہ حیرت
کیا ہنر ہی یہہ چشم بد ہین دور
سوی یکبار کی گلی سی مل
لی کٹہالی مین ڈنکی ڈہال دیا
آتش آفتاب مین کر نرم
کام ہیکا سنار کالو کو
جسکی ہتی مکر و مدعی پر اساس
ہتی دوکانہ جو آفت دوران
پوچہین اوس سی کہلا کہلا باتین
گفتگو شب کی سب بیان کر دی
رہ گئی بس خموش جیون تصویر
معتمد بن گئی وہ پر نیرنگ

وزن کرنیکا اسطرح ہی طور
پانی جس کہاٹ مین کہ کہرا ہو
اور اسکا لحاظ خوب رکہین
ہاتہی پہر کشتی پر سی لیوین اوتار
بس کرین تول ہو چکی پوری
اینٹ پتہر کا ہوویگا جو وزن
تُلی وہیشی جائیگی سب کہل
کر کی تحسین اوچہل پڑی یکبار
لیون نہ ہمچشمون پر ہو تجکو غرور
زر کر چرخ نی بوقت پگاہ
ساعتون کی محک پہ سادہ لیا
پہر سی کہتا حسن دوکانکو چلا
کر ہی کچہہ اور سنواری بولو
لین بلائین دوکانہ کی یکبار
کہول مکر و فسون پر اوسنی زبان
تہی زن سادہ کار جو سادہ
و زن کی بات پر نہان کر دی
میزبان سادہ مہمان طرار
یان تلک جو لگا پسیجنی سنگ

یعنی اک کشتیئی ہلال آسا
لا کی استادہ وان کرین اوسکو
غرق پانی مین کشتی جتنی ہو
اور گرین سنگ و خشت اوسمین بار
سنگ و خشت اوس سی پہر لین وہ نکال
ہو کا بی شبہہ پیل کا وہ وزن
سنی کد بانو نی جو یہہ حکمت
اور کی آفرین پکار پکار
دونو پہر کر کی کام دل حاصل
زر عوض کو دی چرخ خاطر خواہ
کر ہنی کہہ یان لکا وہ کر ما کرم
چہاپ چہلا انکو ہی لیو کر ہا
آئی کد بانو اوسکی مہمان پاس
کی بہم چاہ پیار کی گفتار
لگی کرنی بنا بنا باتین
ہوی کہنی پہ سر کی آمادہ
کر تجاہل وہ مہمان شریر
لائی اس ڈہب پر آخر اوسکو اوتار
ہر طرح سی اوڑالی وہ ہی کہات

تیری بد کہنی سی نہ خوب ہو بد	ہوے مقبول حق کری نہ وہ رد	نہ روا کر تو کچھ نہین پروا
داد حق ہی قبول خاطر ہا	تیری بد کہنی سی نہ بد ہوگا	تیری رد کرنی سی نہ رد ہوگا
گر یہ نقش قبول غیب سی پای	سکہ اس زر کا پہر کون مٹّای	پائی جب اسنی دان قبولیت
کیونکہ پہر کر سکیگی رد خلقت	یاالٰہی یہ نو بر نامے	ہووئی پختہ رہی نکچھ خامی
بوی خوش دی دماغ کو جون گل	راحت افزا ہوے بصورت مل	عاشق اس پر ہون بشکل بلبل گ
پائین اس سی نشاط جون مل گ	کراسی تو عزیز خاطر ہا	ہوے ناچیز چیز خاطر ہا
رکہ تو ای واقف جلی و خفی	عیب جویون سی اسکی تئین مخفی	سرمہ اسکی سواد کا ہو مگر
روشنی بخش چشم اہل ہنر	کور باطن کی چشم سی رکھو دور	دیدۂ اہل دید کو دی نور
ہو یہ مطبوع طبع خاص و عام	بس اسی پر کیا مین ختم کلام	

شگفتہ ہونا گل تاریخ کا نسیم فیضان سرمدی سی اور رنگ و بو پانا آبیاری الطاف تائید ازلی ابدی سی

	ہشت گلزار کا کہلا جب گل	اور آیا بہار پر بالکل
خلد سی کم نہ پائی اسکی بہار	بالکہ اسنی دکھائی فزون بہار	دیکہ مصراع سنبل تاریخ
یون شگفتہ ہوا گل تاریخ	مثنوی یہ جو گل سی ہی رنگین	ہی گل نو بہار خلد برین ١٢٢٥